

کی موجودہ تدوین عقلی اور علمی نقطہ نظر سے غلط ہے اور اس طرح سے ان تمام علوم کو فلسفہ خودی کی شاخوں کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ گویا اقبال پر کچھ اس زمانہ میں بھی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انسانی۔ حیاتیاتی اور طبیعیاتی علوم کو نئے سرے سے اس طرح مدقن نہ کر لیں کہ تصور خودی ان علوم کی روح کے طور پر نظر آنے لگے پھر اس ابتدائی کام کے بعد جوں جوں علم ترقی کرتا جائے گا فلسفہ خودی کی مزید تشریح اور توسیع ہوتی رہے گی۔

جاری ہے

oooooooo

منہج انقلابِ نبویؐ

سیرت النبیؐ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کی

جدوجہد کے رہنما خطوط

غار حرا کی تنہائیوں سے لیکر

مدینۃ النبیؐ میں اسلامی ریاست کی تشکیل اور اسکی بین الاقوامی توسیع تک

اسلامی انقلاب کے مراحل مدارج اور لوازم

پر مشتمل

ماہنامہ ”میتاقے“ میں سے شائع شدہ

ڈاکٹر اسرار احمد
امیر تنظیم اسلامی

کے دہائے خطبات کا مجموعہ

(نیوز پرنٹ)

صفحات: ۳۴۴

قیمت: -/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن محمد القرآن لاہور ۲۲۱۱۱ لاہور سے لاہور

مولانا آزاد اور وحدت دین

مولانا اخلاق حسین قاسمی - دہلی

سورہ فاتحہ کی تفسیر پر تیسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ مولانا آزاد نے دنیا کے تمام مذاہب کو ایک سطح پر رکھ کر اسلام کی منفرد صداقت کے عقیدہ کو ختم کر دیا اور قرآن مجید سے برہم ساج اور گاندھی جی کے نظریہ کی تائید پیش کر دی،

مولانا آزاد کی یہ تفسیر اس دور میں سامنے آئی جب سیاسی اختلافات کے لئے اسلام کو استعمال کیسا جاتا رہا تھا اور ہندو مسلمان، دونوں قوموں کو عقیدہ اور معاشرت کے ایک ایک جزء میں ایک دوسرے سے الگ ثابت کرنے کی سرٹو کو شش کی جارہی تھی۔

مولانا آزاد تفریق و علیحدگی کے اس سیاسی نظریہ کو کذب کر رہے تھے اس لئے جب سورہ فاتحہ میں مولانا نے وحدت دین کے تصور کی تشریح کی تو علیحدگی پسندوں میں کرام بچ گیا اور مولانا کی تفسیر کے خلاف سیاسی اور مذہبی فتوے لگائے جانے لگے۔ حالانکہ مولانا آزاد اصول دین..... توحید، نبوت، آخرت اور نیک عملی..... میں وحدت کا تصور پیش کرنے والے پہلے مصنف نہیں تھے۔

مولانا آزاد نے سورہ فاتحہ میں اھد نا الصراط المستقیم..... کی تشریح کے تحت وحدت دین کے مشہور مسئلہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔

مولانا آزاد ولی اللہی فکر کے ترجمان و شارح ہیں۔ شاہ صاحب نے حجة الله البالغہ جلد اول صفحہ (۸۶) میں یہ عنوان قائم کیا..... باب بیان ان الاصل الدین واحد والشرائع و المناہج مختلفۃ۔ اس امر کا بیان کہ اصل دین ایک ہے اور شریعتیں اور راستے مختلف ہیں..... اور اس باب میں قرآن کی چار آیتوں سے استدلال کیا۔

الشوریٰ ۱۳، المؤمنون ۵۳، المائدہ ۴۸، الحج ۶..... اور یہ بحث بڑی جامعیت کے ساتھ ایک صفحہ پر ختم کر دی، جبکہ مولانا آزاد نے (۵۲) صفحات پر (۲۳) قرآنی آیتوں سے استدلال کر کے وحدت دین کو ولی اللہی تصور کو مکمل اور منظم صورت میں پیش کیا۔

شاہ ولی اللہ کے بعد شاہ صاحب کے صاحبزادے شہ عبدالقادر صاحب نے جو مفسرین اور تفسیر کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور جنہیں ’مفسر قرآن فی الہامی بصیرت‘ حاصل تسلیم کیا جاتا ہے، اپنے تفسیری فوائد (موضح قرآن) میں مختلف آیات کے تحت اس بنیادی تصور کی وضاحت کی۔ سورہ البقرہ آیت (۲۱۳) پر تفسیری فائدہ یہ لکھا۔

یعنی اللہ نے کتابیں اور نبی متعدد بھیجے اس واسطے نہیں کہ ہر فرقہ کو جدا راہ فرمائے اللہ کے ہاں سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے، جس وقت اس راہ سے کسی طرف بچلے ہیں اللہ نے بنی بھیجا کہ سمجھا دے اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جاویں۔ پھر کتاب رکاب کتاب میں بچلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی، سب نبی اور سب کتابیں اسی ایک راہ کے قائم کرنے آئے ہیں..... اس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بے شمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اس کے موافق فرمایا اب آخری کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ ہر مرض سے بچاؤ ہے۔ یہ سب کے بدلے کفایت ہوئی۔..... سورہ شوریٰ آیت (۱۳) کے فائدہ میں لکھا۔

اصل دین ہمیشہ ایک ہے اس کو قائم کرنے کے طریقے ہر وقت میں جدا ٹھہرائے ہیں اللہ نے۔

سورہ الحج آیت (۶۷) کے فائدہ میں لکھا۔

یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آتے ہیں۔

سورہ الروم آیت (۳۰) کے فائدہ میں لکھا۔

یعنی اللہ سب کا حکام، مالک سب سے زالا، کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کلاس پر زور نہیں..... یہ باتیں سب جانتے ہیں، اس پر چلنا چاہئے۔

ایسے کسی کی جان مال کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا، ہر کوئی برا جانتا ہے۔

ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغانہ کرنا ہر کوئی اچھا جانتا ہے..... اس پر چلنا ہی دین سچا ہے۔

ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھایا۔

شرع اور منہاج کے قرآنی الفاظ کی تعبیر شاہ ولی اللہ نے صور هذا الامور..... (نیک اعمال کی صورتیں) کے الفاظ سے کی ہے۔ شہ عبدالقادر صاحب احکام کا لفظ لکھا ہے اور مولانا آزاد نے رسوم و نواہر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

وحدت دین کے تصور پر سرسید نے شاہ ولی کی تحقیق کو دہرایا، (حیات جاوید) مولانا آزاد کے

رفیق مولانا سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد چہارم (صفحہ ۵۹۵) پر اس تصور کی وضاحت کی اور پاکستان سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ ”رسول وحدت“ میں سید صاحب نے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی اور لکھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب و عجم، شام و ہند، پورب و بچم، اتر دکن کی تخصیص کو دور کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ایک ملک و قوم میں خدا کا نور دیکھا گیا اور اس کی آواز سنی گئی اس لئے بلا تفریق و امتیاز دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول صادق اور راست باز تسلیم کرنا چاہئے۔

سید صاحب نے اس تقریر میں تین اصولی عقائد پر روشنی ڈالی ہے، (۱) وحدت اللہ خدا کی توحید (۲) وحدت رسالت، ہر قوم میں رسول آئے (۳) وحدت کتاب، ہر قوم میں آسمانی ہدایت آئی۔ وحدت کتاب کے عنوان میں لکھتے ہیں،

اس عنوان سے وحدتِ ادیان کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے جو اسلام کی وسیع اور بلند ذہنیت کو دنیا کے سامنے رکھتا ہے۔

اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب نے اس جانب توجہ نہیں کی تھی..... لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رواداری، بے تعصبی اور نقطہ نظر کی وسعت اس مسئلہ میں ظاہر فرمائی وہ اسلام بلکہ دنیا کی مستہم بالشان تعلیمات میں سے ہے۔

آسمانی کتابیں اگرچہ غیر محدود ہیں تاہم تخصیص کے ساتھ جن کتابوں کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں وہ چار ہیں۔

تورات، انجیل، زبور، قرآن..... ان کے علاوہ ایک جگہ حضرت ابراہیم کے صحیفوں کا ذکر آیا ہے لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے۔

إِنَّ هَذَا لِنَعْيِ الصَّحْفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ (الاعلٰی ۱۹) ”یہ تعلیم اگلے صحیفوں میں موجود ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں“

اس لئے ایسی اگلی کتابوں کو جن میں آسمانی تعلیمات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہوں گوان کا ذکر قرآن میں نہ ہو جھوٹانہ کہیں کیونکہ ان کا بھی خدا کی کتاب ہونا ممکن ہے۔ اگرچہ قطعیت کے ساتھ ان کا فیصلہ اس لئے نہیں ہو سکا کہ قرآن نے ان کے نام نہیں بتائے (صفحہ ۱۵)

اس موقع پر ایک نکتہ بیان کرنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید نے ہمارے سامنے دو لفظ پیش کئے ہیں..... دین اور شریعت..... شرع کو منک و منہاج بھی کہتے ہیں۔

دین سے مراد مذہب کے وہ بنیادی امور ہیں جن پر تمام مذاہب حقہ کا اتفاق ہے مثلاً خدا کی ہستی، اس کی توحید، اس کی صفات کاملہ، انبیاء کی بعثت، خدا کی خالص عبادت، حقوق انسانی، اچھے اور برے اخلاق، اعمال کی جزاء و سزا، یہ وہ اصل دین ہے جس میں تمام پیغمبروں کی تعلیمات یکساں تھیں۔

دوسری چیز یعنی شرع و منہاج اور منک وہ جزئیات احکام ہیں جو ہر قوم و مذہب کی زمانی اور مکانی خصوصیات کے سبب سے بدلتے رہے ہیں مثلاً عبادت الہی کے طریقوں میں ہر مذہب میں تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے، عبادت کی محبتیں الگ الگ ہیں، اعمال فاسد کے انسداد کی تعمیریں جدا جدا ہیں۔

دنیا میں انبیاء علیہم السلام کا وقتاً فوقتاً ظہور اسی ضرورت سے ہوتا رہا ہے کہ وہ اسی ازلی اور ابدی صداقت کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں اور دین کو اصل مرکز پر قائم رکھیں اور ساتھ ہی اپنی قوم و ملک اور زمانہ کے حالات کے مطابق خاص احکام اور جزئیات جو ان کے لئے مناسب ہوں ان کو بتائیں اور سکھائیں (۱۷)

آخری کتاب

مگر قرآن اس دعوے کے ساتھ اترتا ہے کہ اب اس کے بعد کسی دوسری آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے، تحریف و تبدیل سے محفوظ کر دی گئی ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے اور یہ وہ وعدہ ہے جو دنیا کی کسی آسمانی کتاب کے لئے خدا نے نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ دنیا کی آخری کتاب ہے اور اس کا رسول دنیا کا آخری رسول ہے اب جو کچھ فیض دنیا کو پہنچے گا اسی کے ذریعہ پہنچے گا (۱۸)..... (شائع کنندہ بیگم عائشہ باوانی وقف پوسٹ بکس نمبر ۷۸۷۷۷۷ ۳۱ کراچی نمبر ۲)

آخر دور کے مفسر مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اس مسئلہ پر یہ لکھا۔
 اِنَّ هَذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (انبیاء ۹۲) اے انسانو! تم سب حقیقت میں ایک ہی امت اور ایک ہی ملت تھے، دنیا میں جتنے نبی آئے وہ سب ایک ہی دین لے کر آئے تھے، اور وہ اصل دین یہ تھا کہ صرف ایک اللہ ہی انسان کا رب ہے..... یہ خیال کرنا کہ فلاں نبی فلاں مذہب کا بانی تھا اور فلاں نبی نے فلاں مذہب کی بنیاد ڈالی اور انسانیت میں یہ حلقوں اور مذہبوں کا تفرقہ انبیاء کا ڈالا ہوا ہے محض ایک غلط خیال ہے (تفہیم تفسیر القرآن صفحہ ۵۲۳)

ان تمام اکابر اہل قلم نے اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا لیکن مولانا آزاد کے لکھنے پر وہ قیامت ڈھائی گئی کہ بڑے بڑے لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے اور مولانا آزاد پر ہر ہوساج اور گاندھی جی کی پیروی اور تائید کی پیمتیاں کسی جانے لگیں۔

پاکستان کی تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ایک اعتدال پسند مفکر و مصلح ہیں ڈاکٹر صاحب نے مولانا آزاد اور قرآنی دعوت پر جن تاثرات کا اظہار کیا۔ اس پر غور کیجئے۔

ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کی تین شخصیتوں کو دعوت قرآنی کا علم بردار قرار دیا (۱) ڈاکٹر محمد اقبال (۲) مولانا حمید الدین صاحب فراہی (۳) مولانا ابوالکلام آزاد مولانا کے متعلق لکھتے ہیں۔

برصغیر میں قرآنی فکر کا دوسرا دھارا مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی شخصیت سے بھونکا جس پر فکر سے زیادہ دعوت کا رنگ غالب تھا۔ مولانا مرحوم مفسر قرآن کی حیثیت سے تو بہت بعد میں متعارف ہوئے اس لئے کہ ترجمان القرآن کی جلد اول ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ شائع ہوئی تاہم ان کی قرآن حکیم کی ترجمانی اور قیام حکومت الہند کے لئے دعوت جہاد کا ڈاکٹر صاحب کے طول و عرض میں ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۶ء اور ابلاغ کے ذریعہ بچ چکا تھا۔ الملال اور اس ضمن میں وہ حضرت شیخ الحدادی عظیم شخصیت تک سے خراج تحسین وصول کر چکے تھے آگے لکھتے ہیں۔

”حریہ افسوس یہ کہ گاندھی جی کی شخصیت کے زیر اثر مولانا مرحوم وحدت ادیان کے بھی پرچارک بن گئے اور اس طرح گویا برہمن سماج کی تقویت کا ذریعہ بن گئے تاہم الملال اور ابلاغ کی دعوت اتنی بودی اور بے جان نہ تھی کہ اس طرح ختم ہو جاتی چنانچہ اس کے فوراً بعد ایک دوسری فعال شخصیت کی صورت میں ظہور کر لیا اُس سے مولانا مودودی مراد ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مولانا آزاد کے معنوی خلیفہ ہیں (حکمت قرآن لاہور ماہ اگست جولائی ۱۹۸۲ء صفحہ ۲۹)

اس سے پہلے اسی پرچہ میں صفحہ (۳۳) پر یہ لکھا۔

عجیب مماثلت ہے کہ جس طرح راجہ رام موہن رائے (وفات ۱۸۳۳ء) نے اسلام اور مسلمانوں کی مدافعت میں تحفۃ المودعین تالیف کی اسی طرح گاندھی جی مسلمانوں کی تالیف قلب کے لئے تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کی اور وحدت ادیان کے فلسفہ کو اتنا اچھالا کر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت بھی ان کی زلف گرہ گیر کی اسیر ہو گئی ع

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

ڈاکٹر صاحب کا یہ تبصرہ ۸۲ء کے بعد تازہ حکمت قرآن ۸۷ء کے اندر دوبارہ شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب حضرت شیخ الحدادی مولانا محمود حسن دہلوی ہندی کو اپنے عہد کا مجدد مولانا آزاد کو شاہ ولی اللہ کے بعد دوسرا داعی قرآن اور مولانا حسین مدنی کو صاحب انقاء و مقبول پارہ قرار دیتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں مولانا آزاد کے وحدت دین کو وحدت ادیان بنا دیتے ہیں اور اس کا رشتہ برہمن سماج سے جوڑ دیتے

ہیں۔

وہ اس حقیقت کو قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں کہ شہ ولی اللہ اور شہ عبدالقادر صاحب نے وحدت دین پر جو کچھ لکھا ہے مولانا آزاد کے ہاں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

برہمن سماج ہوا اکبر کا دین الہی..... ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ نجات کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی خاص مذہب کی پیروی کی جائے، اسلام ہوا کوئی دوسرا دین دھرم، سب حق ہیں اور سب ہی نجات کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔

مولانا آزاد نے دین کی وحدت پر الفاتحہ کی تفسیر میں صفحہ (۱۲۰) سے (۱۷۲) تک (۵۲) صفحات پر تفصیلی بحث کی ہے اور اس سے پہلے صفحہ (۱۹۹) پر صفات الہی کی بحث کو ختم کرتے ہوئے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

پر ایک صفحہ میں نبوت محمدی اور عہدیت محمدی پر جو جامع و مانع کلام کیا ہے وہ ایک غیر جانب دار قاری کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے کہ مولانا آزاد نجات و فلاح کے لئے توحید کے ساتھ نبوت محمدی پر ایمان لانے کو لازمی اور ضروری قرار دیتے ہیں۔

غور کیجئے!

اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیادی کلمہ جو قرار دیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے ٹھیک اس طرح پیغمبر کی بندگی اور درجہ

رسالت کا بھی اعتراف ہے۔

غور کرنا چاہئے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟..... صرف اس لئے کہ پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجہ رسالت کا اعتقاد اسلام کی اصل و اساس بن جائے کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار نہ کرے..... (صفحہ

(۱۱۹)

الفاتحہ کی تفسیر کے بعد البقرہ سے سورہ مومنوں تک مٹیوں مقام لیسے آئے ہیں جہاں موقع کی مناسبت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت اور اہمیت پر پوری شدت اور عظمت کے ساتھ بحث کی ہے۔

ان تمام تصریحات کو نظر انداز کر کے مولانا آزاد کے تصور وحدت پر رائے زنی کرنا مخاطب بصرہ نگاری